24

مومن کا سفر

(فرمودہ ۳۰ ؍ستمبر ۱۹۲۱ء)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا۔

دو آدمی جب آپس میں ملتے ہیں تو انہیں بہت کچھ آپس میں سننا سنانا ہوتا ہے۔ اسی قانون کے ماتحت مجھے آپ لوگوں سے بہت کچھ سننا اور سنانا ہے۔ مگر چونکہ کل ہی میں یہاں پہنچا ہوں اور پانچ روز کے متواتر سفر کے بعد کوفت ہے اس لئے میں زیادہ نہیں بول سکتا۔ مگر مختصراً ایک بات بیان کرتا ہوں۔ جو سفر سے تعلق رکھتی ہے۔

انسان جن حالات سے گذرتا ہے ان کے مطابق مضامین بھی دماغ میں آتے ہیں۔ سفر سے آیا ہوں۔ اور سفر ہی کے متعلق حالات سناتا ہوں۔ لیکن وہ سفر دنیاوی نہیں اور نہ یہاں کا سفر ہے۔ اس سفر کا ذکر سورہ فاتحہ میں ہے۔ گو بہت ہیں جنہوں نے غور نہیں کیا حالانکہ وہ روزانہ پانچوں وقت متعدد بار پڑھتے ہیں کم از کم ۳۲ دفعہ اور زیادہ سے زیادہ چالیس پچاس ساٹھ دفعہ۔ مگر کم ہیں جو اس سفر کی طرف توجہ کرتے ہیں جس کی طرف اس میں توجہ دلائی گئی ہے۔

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ سب کام کو چھوڑ کر تاجر تجارت کو صناع صنعت کو مزدور مزدوری کو طالب علم سبق کو اور استاد پڑھانے کو چھوڑتا ہے اور وضو کرتا ہے۔ گویا سب کاموں سے قطع تعلق کرتا ہے اور ایک خاص جگہ جاتا ہے۔ اور اپنے کانوں کی طرف اپنے ہاتھ لے جاتا ہے۔ اور اپنی توجہ کو ایک خاص طرف لگاتا ہے۔ یعنی اپنے خدا سے اپنا معاملہ درست کرتا ہے۔ اور اظہار کرتا ہے کہ میں اس سفر پر جا رہا ہوں۔ اور یہ میرا مقام نہیں بلکہ میں مسافر ہوں۔ کیا سورۃ فاتحہ پڑھنے والا یہی نہیں کہتا کہ **اهدنا الصراط المستقيم** (الفاتحہ : ٦) میں مسافر ہوں اور اپنے گھر کی طرف جا رہا ہوں مجھے سیدھا رستہ بتایا جائے میرا گھر یہ نہیں۔ بلکہ اور جگہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میں غلطی سے ایسے رستہ پر چل پڑوں کہ گھر کی بجائے تاریکیوں کے گڑھوں میں پڑ جاؤں۔ پھر کہتا ہے **صراط الذين انعمت عليهم** (الفاتحہ : ٧) ایک شخص آرام سے سفر کرتا ہے مگر جس غرض

کے لئے سفر کرتا ہے اس میں وہ کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ دوران سفر کے آرام کو کوئی نہیں پوچھے گا بلکہ سفر کے نتیجہ کو پوچھے گا۔

سفر مختلف اغراض کے ماتحت کئے جاتے ہیں۔ کوئی صحت کے لئے کوئی تجارت کے لئے کوئی ملازمت یا تعلیم کے لئے کوئی تبلیغ کے لئے وغیرہ اگر ان اغراض میں سے کسی غرض کے لئے بھی سفر کیا گیا ہو اور وہ پوری نہ ہوئی ہو۔ تو گھر میں گھسنا مصیبت ہو جاتا ہے۔ خالی ہاتھ مسافر خود کہتا ہے کہ جب گھر جاؤں گا تو گھر والوں کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ یہ نکتہ پٹھان کوٹ کے سٹیشن پر معلوم ہوا۔ وہاں ایک ہندو سٹیشن ماسٹر تھے۔ میں وہاں حضرت خلیفہ اولؓ کے وقت میں صحت ہی کی غرض سے گیا تھا۔ اس سٹیشن ماسٹر کو شکار کا شوق تھا۔ بندوق لیکر وہ بھی ہمارے ساتھ چل پڑا اس نے ایک فاختہ ماری۔ میں نے کہا یونہی ضائع جائے گی۔ اس نے کہا کہ نہیں اس میں کچھ حکمت ہے۔ کئی دفعہ انسان شکار کے لئے نکلتا ہے اور کوئی چھوٹا یا بڑا شکار نہیں ملتا۔ چونکہ بچے گھر میں منتظر ہوتے ہیں کہ ہم شکار لائیں گے اس لئے جب واپس جاتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں کیا کیا لائے تو کچھ بھی پاس نہ ہونے کی صورت میں ان کے دل کو صدمہ پہنچتا ہے۔ اس لئے میرا قاعدہ ہے کہ پہلے کچھ نہ کچھ ضرور شکار کرلیتا ہوں تاکہ جب گھر جاؤں اور بچے پوچھیں تو ان کہ کہدوں کہ یہ لو یہ شکار ہے چونکہ اس کو محض اپنے بچوں ہی کی خوشی مدنظر تھی۔ اس لئے یہ کہا مگر اس سے ہمیں ایک نکتہ معلوم ہو گیا کہ ہم جو دنیا میں ایک حالت سفر میں ہیں۔ اگر ہم اپنے گھر میں خالی ہاتھ جائیں تو ان لوگوں کو جو ہمارے منتظر ہیں کیسی مایوسی ہوگی۔ قرآن کریم میں آتا ہے **الحقنا بھم ذریاتھم** (الطور : ۲۲) جو لوگ نیک کام کریں گے اس کی جزا ان کی اولاد کو بھی ملے گی۔ جس طرح سفر سے واپس آنے پر بچے اور بڑے پوچھتے ہیں کیا لائے ہو؟ وہاں یہی سوال ہو گا کہ ہم نے تو جو کچھ کرنا تھا کر چکے۔ اب ہمیں امید تھی کہ ہمارا بیٹا' بھائی' بہن' خاوند ہمارے لئے کچھ لائیں گے۔ جس سے ہمارے روحانی مدارج میں ترقی ہوگی۔ اس لئے صرف مومن ہی نہیں کہتا کہ **اھدنا الصراط المستقیم** (الفاتحہ : ٦) کہ راستہ صاف اور سیدھا ملے اور امن سے ختم ہو۔ کیونکہ گھر میں جانے پر یہی نہیں پوچھا جاتا کہ آپ کا سفر کیسا ختم ہوا بلکہ سوال ہوتا ہے کیا لائے۔ اس لئے ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے **صراط الذین انعمت علیھم** (الفاتحہ : ۷) ان لوگوں کی راہ پر چلا جو کچھ کما کر لائے۔ اور خالی ہاتھ اپنی منزل مقصود پر نہیں پہنچے۔ پھر بہت لوگ کماتے بھی ہیں مگر یا تو راستہ گم کر دیتے ہیں یا نعمت کھو دیتے ہیں۔ اس لئے سکھایا کہ **غیر المغضوب علیھم ولا الضالین** (الفاتحہ : ۷) کہ نہ تو ہم راستہ میں ہی بھٹک جائیں اور نہ ان انعامات کو ضائع کریں۔

لیکن بہت لوگ ہیں جو طوطے کی طرح پڑھتے ہیں۔ اور بار بار اقرار کرنے کے باوجود کہ ہم مسافر ہیں۔ اپنے آپ کو مسافر نہیں سمجھتے حالانکہ یہاں کا آرام کوئی چیز نہیں دراصل آرام اور راحت وہ ہے جو انجام کار ملتا ہے۔ جو شخص ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ اس دنیا کو مسافر خانہ کی بجائے اپنا گھر ہی سمجھتا ہے۔ اور اصل گھر کی فکر نہیں کرتا نہ یہ سوچتا ہے کہ وہاں کیا لے جائے گا۔ وہ خسران اور حرمان کے سوا کچھ نہیں پائے گا۔ راستہ کا آرام اچھی چیز ہے مگر یہی اصل چیز نہیں۔ مومن کو چاہیئے کہ سورہ فاتحہ کو مد نظر رکھے۔ وہ سیدھا راستہ بھی مانگے اور انعام یافتوں والا بھی ایسا نہ ہو کہ وہ **مغضوب علیھم** اور **ضال** میں شامل ہو جائے۔ وہ نہ گم کردہ راہ ہو نہ انعام ضائع کرے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے تھے۔ کہ آپ کے والد صاحب کا قاعدہ تھا کہ ایک موسم میں خاص مقدار میں غرباء میں غلہ اور نقدی تقسیم کرتے ایک شخص بٹالے کا بھی آیا کرتا تھا اس کو آپ نے ایک دفعہ چنے اور کچھ پیسے دئے۔ وہ چنوں کا بڑا حصہ راستہ ہی میں ختم کر گیا۔ حالانکہ جو کچھ اس کو ملا تھا وہ گھر کے لئے تھا۔

یہ مت خیال کرو کہ چلو جس طرح یہاں غریبی مسکینی میں گذارہ ہو جاتا ہے وہاں بھی ایسا ہی کریں گے۔ تنگی ترشی میں گذارہ کر لیں گے۔ خداتعالیٰ کے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں وہاں یا تو انعام یافتوں میں رہنا ہے یا شیطان کے ساتھ جہنم میں داخل ہونا ہے۔ لوگوں نے اعراف بنا رکھا تھا لیکن حضرت مسیح موعود نے وہ بھی نہ رہنے دیا بلکہ بتا دیا کہ وہ درمیانی درجے کے لوگوں کے لئے نہیں بلکہ بہت ہی اعلیٰ درجہ کے لوگوں کا مقام ہے اور جنت ہی کا اعلیٰ حصہ ہے۔ پس وہاں روکھی سوکھی والوں کا گذارہ نہیں۔ ایک انسان وہاں یا تو خدا کا مہمان ہوگا۔ یا اس کو جیل میں رہنا ہوگا۔ حیرت کا مقام ہے کہ ایک شخص پچاس دفعہ کہتا ہے کہ میں مسافر ہوں اور ایک دفعہ بھی اس پر غور نہیں کرتا۔ کیا اس کی یہی مثال نہیں کہ وہ اپنے آپ کو جھوٹ موٹ کہتا ہے کہ میں نوکر ہوں اور وہ کوئی نوکر نہیں کیا اس کا انجام اچھا ہوگا؟

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر غور کرنے اور عمل کرنے کی توفیق دے ہم اپنے آپ کو مسافر سمجھیں اور آخرت کے لئے کچھ کما کر لے جائیں تا خدا کے غضب سے بچیں۔

(الفضل ۱۰ر اکتوبر ۱۹۲۱ء)

* * *